ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

فقہ المناکحات[1] کے متعلقہ اجتہادی مباحث[2] کے استدلال[3] میں تفسیر تیسیر القرآن کا منہج واسلوب

THE METHODOLOGY AND STYLE OF TAFSIR TAYSIR AL-QURAN IN REASONING ABOUT IJTIHADIST DISCUSSIONS RELATED TO THE JURISPRUDENCE OF MARRIAGES

Saima Hanif
PhD Scholar Department of Islamic Studies, Imperial College of Business Studies, Lahore
Dr. Abdul Ghafar
Assistant Professor Department of Islamic Studies, University of Okara, Okara

Abstract:

In Tayseer-ul-Quran, the verses of the jurisprudence of marriage are explained with simplicity, clarity and practical guidance. The focus of the discussions is on "family stability" and "rights and responsibilities". The views of the four Imams, hadith scholars and ancient jurisprudential sources are given primary importance in the interpretation, but at the same time, the objectives of the Sharia (peace, non-harm, justice, family balance) are made the basis of ijtihad. Issues arising in modern times such as: the status of the guardian in marriage, the rights and powers of women, the legal aspects of divorce and khula, maintenance and domestic responsibilities, the Sharia status of oppression and coercion against women, the changing trends of marriage, etc. On all these topics, balanced, contemporary and jurisprudential guidance is presented in the light of the Quran. There is neither a tendency towards liberal interpretations nor unnecessary severity; rather, family rules are presented in conjunction with social expediency. After the literal explanation of the verses, the jurisprudential implications and then the practical social application are explained, which helps the reader understand the meaning of the verse, its original ruling, and its practical implications.

Keywords: Methodology; Tafsir; Taysir Al-Quran; Ijtihadist; Jurisprudence

اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت کے لیے قرآن مجید نازل فرمایااور اس کی عملی تشریح، تفسیر کیلئے آنحضرت محمد ﷺ کو آخری نبی اور رسول بنا کر "اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا[4] کا سرٹیفیکٹ عطا فرمایا اور یہ اتھارٹی عطا کی کہ " وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ "[5] اور یہی دو چشمے اسلامی تعلیمات کی بنیاد قرار پائے اس کی تعلیم کو فقہ قرار دیا گیا جس کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے فرمایامَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ،[6] اور یہی فقہ اسلامی متحرک اور وسعت پذیر اصولوں پر مبنی ایک جامع نظم قانون ہے جو ہر دور میں انسانی رہنمائی اور زمانی ضرورتوں کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔اجتہاد ان ضرورتوں کو پورا کرنے کا اہم طریقہ ہے۔اجتہاد انسانی زندگی کو تعطّل کا شکار ہونے سے بچاتا ہے،ان ہی بنیادی سرچشموں سے استفادہ واستنباط واحکام کیلئے مفسرین، فقہا، محدثین، علماء ومفکّرین نے حالات وزمانہ کے پیش نظر مختلف مناہج واسالیب اختیار فرمائے، عہد صحابہ وتابعین سے لیکر اب تک فقہ اسلامی اوراس کے اصولِ اجتہاد میں فقہ حنفی، فقہ مالکی، فقہ شافعی، فقہ حنبلی، فقہ جعفری، فقہ ظاہری، فقہ المحدثین کے اصولِ اجتہاد نے نمایاں حیثیت حاصل کی۔ جن میں نمایاں

---

[1]۔ فقہ المناکحات وہ فقہی علم ہے جس میں نکاح، طلاق، خلع، عدّت، نان ونفقہ، رضاعت اور میاں بیوی کے باہمی حقوق وفرائض سے متعلق شرعی احکام ومسائل بیان کیے جاتے ہیں۔

[2]۔ اجتہادی مباحث وہ علمی وفقہی تحقیقات ہیں جن میں قرآن وسنت کے نصوصِ قطعیہ کی عدمِ صراحت یا عدمِ موجودگی کی صورت میں مجتہد اپنے علم، فقہی اصول اور شرعی دلائل کی روشنی میں کسی نئے پیش آنے والے مسئلے کا حکم متعین کرتا ہے۔

[3]۔ استدلال اس عمل کو کہتے ہیں جس میں کسی بات یا حکم کو ثابت کرنے کے لیے دلیل پیش کی جائے، یا موجود دلائل کی روشنی میں صحیح نتیجہ تک پہنچا جائے۔

[4]۔ المائدہ:3

[5] النحل:۴۴

[6] البخاري، ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الفضائل، دارالسلام للنشر، والتوزیع، الریاض، 2000ء، رقم 71

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

اصول، قرآن وسنّت، اجماع، قیاس، اقوال صحابہ وتابعین، استحسان، مصالح مرسلہ۔ استصحاب ''عرف شرع من قبلنا ''ہیں۔ ان ہی اصول و قواعد کو مد نظر رکھتے ہوئے عہدِ تدوین سے لیکر اب تک جتنی بھی تفاسیر لکھی گئیں، تمام مفسرین نے ان آیاتِ قرآنیہ سے عرق ریزی اور دقت نظری سے نئے پیش آمدہ مسائل کا حل تلاش کیا۔ عربی زبان میں تو تفسیری ادب بہت کثرت سے موجود ہے مگر خوش آئند بات یہ ہے کہ ان کتب تفسیر کے اردو زبان میں تراجم کیے گئے اور مستقل طور ربھی تفسیری ذخیرہ موجود بھی ہے، ان ہی ذخائر میں سے ایک تفسیر موجودہ صدی کے نامور مفسر ''مولانا عبدالرحمٰن کیلانی'' کی ہے۔ اس تفسیر میں انھوں نے احادیث صحیحہ، آثار صحابہ کرام اور منہج سلف کی روشنی میں ''تفسیر بالماثور'' کا عمدہ نمونہ پیش کیا ہے، اس کے ساتھ ساتھ دیگر مصادرِ تفسیر سے بھی استفادہ کیا ہے۔ جس کی امثلہ مقالہ ھذا میں پیش کی گئی ہیں۔ اور اجتہاد کے جدید ذرائع کا استعمال بھی کیا ہے۔ اس حوالہ سے ان کی یہ تفسیر، ''تیسیر القرآن'' اردو تفسیری ادب میں نمایاں مقام رکھتی ہے۔ حالات وزمانہ کے مسائل پر ان کی گہری نظر تھی، مقالہ ھذا کے دیگر مباحث: نتائج، سفارشات، حاصلات مرتب کرنے سے پہلے صاحب تفسیر مولانا عبدالرحمٰن کیلانی Review of Literature کے احوال و آثار اور دیگر عملی واجتہادی خدمات کا مختصر ذکر کرتے ہیں۔

Globalization عالمگیریت کی وجہ سے دنیا ایک گلوبل ویلیج Global village بن چکی ہے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر Global Hut کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ امت مسلمہ کو بہت سارے جدید چیلنجز اور مسائل کا سامنا ہے جن کے حل کے لیے اجتہاد کی ضرورت ہے۔ اور یہ ضرورت قیامت تک جاری رہے گی۔ اجتہاد اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اسے کسی زمانے کے ساتھ مخصوص نہیں کیا جاسکتا۔ موجودہ عصری مسائل کے حل کے لیے خواہ وہ معاشیات کے متعلقہ ہوں یا سیاسیات و سماجیات، قانون عائلی، جدید میڈیکل کے متعلقہ، عبادات، معاملات ہر زمانے میں مفسرین نے قرآن مجید کی آیات واحکام کے تناظر میں اس کا حل پیش کیا ہے۔ اردو زبان میں تفسیر حاجری، تفسیر القرآن، معارف القرآن، ضیاد القرآن، تبیان القرآن، منہاج القرآن، احسن البیان اس کی نمایاں مثالیں ہیں۔ ان ہی میں سے عصر حاضر کے اردو زبان کے نمایاں مفسر مولانا عبدالرحمٰن کیلانی بھی ہیں جنہوں نے اپنی تفسیر میں ان مسائل کو حل کرنے کے لیے۔ اصول اجتہاد کے مطابق، اجتہادی نوعیت کے مسائل پر مباحث پیش کیے ہیں کیونکہ اس تفسیر کے علاوہ بھی ان کی تحقیقات علمیہ موجود ہیں۔ اس سے بھی استفادہ کرتے ہوئے عصری ضرورتوں کو پورا کرنا ضروری ہے۔ جس کی تفصیلات تعارف و موضوع میں پیش کردی گئیں ہیں۔

بنیادی سوال

''تفسیر تیسیر القرآن میں فقہ المناکحات کے احکام و مسائل کے اجتہادی استدلال کا منہج واسلوب کیا ہے، اور اس تفسیر میں نکاح، طلاق، خلع، عدّت، وراثت اور خاندانی نظام سے متعلق معاصر فقہی وسماجی مسائل کو کس طرح قرآن کی روشنی میں واضح اور مرتب کیا گیا ہے؟''

تیسیر القرآن میں نکاح وطلاق کے احکام کی تشریح کا بنیادی طریقِ استنباط کیا ہے؟

خاندانی معاملات میں قرآن کے مقاصد (سکون، مودّت، رحمت، عدل) کی تطبیق کس انداز میں کی گئی ہے؟

معاصر مسائل جیسے عورت کے حقوق، خلع، نان ونفقہ، گھریلو تشدد، بچے کی حضانت، اور شادی کے نئے معاشرتی رجحانات کے بارے میں تفسیر کا منہج کیا ہے؟

کیا تفسیر میں روایتی فقہی آرا اور جدید مسائل کے درمیان تطبیق موجود ہے؟

اس منہج کے افادی پہلو اور حدود کیا ہیں؟ آنے والی سطور میں فقہ النکاح کے متعلق اجتہادی آراء کا ذکر کیا جاتا ہے۔

نکاح (Marriage):

وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ ۖ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَلَّا تَعُولُوا۔[1]

اور اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کر سکو گے تو جو عورتیں تمہیں پسند آئیں ان سے نکاح کرلو، دودو، تین تین اور چار چار تک۔ لیکن اگر ڈر ہو کہ انصاف نہ کر سکو گے تو پھر صرف ایک (سے نکاح کرو) یا جو تمہارے دائیں ہاتھ (یعنی ملکیت) میں ہیں۔ یہ زیادہ مناسب ہے تاکہ تم ظلم اور ناانصافی سے بچ سکو۔

وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۚ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ۔[1]

[1] النساء: 3

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

اور تم اپنے میں سے بے نکاح مردوں اور عورتوں کا نکاح کر دو، اور اپنے نیک بندوں اور باندیوں (کا بھی)۔ اگر وہ غریب ہوں تو اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کر دے گا، اور اللہ وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔

مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ کا اجتہادی نکتہ: نکاح محض معاہدہ نہیں بلکہ سماجی و اخلاقی ذمہ داری ہے۔ اجتہادی پہلو: تعددِ ازدواج کی اجازت ضرورت اور عدل سے مشروط ہے، نہ کہ خواہش سے۔[2]

یتیم لڑکیوں کی حق تلفی سے روکا گیا ہے، ذاتی خواہشات کی تکمیل اور ورثہ و مال کے حصول کے لیے یتیم لڑکی سے نکاح کرنا بھی ظلم ہے۔ حق مہر کم دینا بھی ظلم ہے ایسی ناانصافیوں کا خاتمہ کیا گیا ہے۔ مولانا کیلانی نے اسی آیت کے تناظر میں نظریہ یک زوجگی کی دلیل کارد بھی کیا ہے۔ تہذیب مغرب کا رد بھی اس میں شامل ہے۔ نکاح ثانی پر بے جا پابندیاں نہیں لگانی چاہئیں۔

2. حق مہر

وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً ۚ فَإِن طِبْنَ لَكُمْ عَن شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَّرِيئًا۔

اور عورتوں کو ان کے مہر خوش دلی کے ساتھ ادا کرو۔ پھر اگر وہ اپنی خوشی سے اس میں سے کچھ تمہارے حق میں چھوڑ دیں تو اسے خوش ہو کر اور مزے کے ساتھ کھالو۔[3]

مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ کا اجتہادی نکتہ: مہر عورت کا حق ہے، رسم یا بوجھ نہیں۔ اجتہادی پہلو: اسے کم یا معاف کرنے کا اختیار صرف عورت کے پاس ہے، مرد کے پاس نہیں۔[4]

قرآن مجید نے حق مہر کو مرد کی مالی حیثیت سے مشروط کیا ہے، قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ سے استدلال کرتے ہوئے مولانا کیلانیؒ نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ جس پر فریقین راضی اور مطمئن ہوں اور آج کل پاکستانی روپے کے مطابق اس کا درمیانی سا معیار چالیس ہزار روپے ہے۔

3. طلاق (Divorce)

فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ۔[5]

پھر یا تو انہیں بھلے طریقے سے روک رکھو (یعنی اچھے طریقے سے ساتھ رہو) یا پھر بھلے طریقے سے رخصت کر دو (یعنی حسنِ سلوک کے ساتھ چھوڑ دو)

فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنكُمْ وَأَقِيمُوا الشَّهَادَةَ لِلَّهِ ذَٰلِكُمْ يُوعَظُ بِهِ مَن كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا۔[6]

پھر جب وہ اپنی عدت کے خاتمے کو پہنچ جائیں تو یا تو انہیں بھلے طریقے سے (اپنے نکاح میں) روک لو، یا پھر بھلے طریقے سے رخصت کر دو، اور اپنے میں سے دو انصاف والے گواہ بنالو، اور اللہ کے لیے گواہی قائم کرو۔ یہ نصیحت اسے کی جاتی ہے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے۔ اور جو اللہ سے ڈرے گا، اللہ اس کے لیے (مشکلات سے) نکلنے کی راہ بنا دے گا۔

نکاح؛ معنی و مفہوم:

لغوی معنی:

عربی زبان میں نکاح کے لفظ کا بنیادی معنی ملانا، جمع کرنا، ایک کرنا ہے۔ بعض لغویوں کے نزدیک اس کا معنی عقد (معاہدہ) کرنا بھی ہے۔

اصطلاحی/شرعی معنی:

---

[1] النور:32

[2] تیسیر القرآن، ج2، ص54

[3] النساء : 4 ؛مزید تفصیلات کے لیے محترمہ ثریا بتول علوی کی تحقیق، حق مہر کی شرعی حیثیت کا مطالعہ کریں۔

[4] تیسیر القرآن، ج2، ص62

[5] البقرہ 229

[6] الطلاق :2

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

شریعت کی اصطلاح میں نکاح ایک ایسا باقاعدہ معاہدہ (عقد) ہے جس کے ذریعے ایک مرد اور عورت کے درمیان باہمی رفاقت حلال تعلق ایک دوسرے کے حقوق وفرائض قانونی اور اخلاقی طور پر قائم ہو جاتے ہیں۔

نکاح کا مفہوم:

نکاح محض جسمانی تعلق کا نام نہیں، بلکہ ایک باعزت، ذمہ دارانہ اور قائم رہنے والا تعلق ہے۔اس کا مقصد خاندان کو مضبوط بنیاد فراہم کرنا، نسلِ انسانی کی بقا، اور معاشرتی پاکیزگی کو برقرار رکھنا ہے۔ نکاح باہمی رضامندی، محبت، سکون اور مَوَدَّت (محبت) وَرحمَت (رحم دلی) پر مبنی ہوتا ہے جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے۔

نکاح کی اہمیت:

اسلامی معاشرے میں نکاح کو فطری اور پسندیدہ عمل قرار دیا گیا ہے۔ یہ فرد اور معاشرے دونوں کیلئے تحفظ اور پاکیزگی کا ذریعہ ہے۔

نکاح کی ترغیب:

عنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ :قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ :يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ، وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ؛ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ۔[1]

عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا": اے نوجوانو! تم میں سے جو نکاح کی استطاعت رکھتا ہو وہ نکاح کرے، کیونکہ یہ نگاہ کو جھکانے والا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے۔اور جو (نکاح کی) استطاعت نہ رکھے وہ روزہ رکھے، کیونکہ روزہ اس کے لیے (خواہش کو کم کرنے میں) ڈھال ہے۔"

مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ کا اجتہادی نکتہ: طلاق کو آخری چارہ کار کے طور پر بیان کیا ہے۔ اجتہادی پہلو: تین طلاق کو ایک ساتھ دینا قرآن کے منافی ہے، یہ صرف ایک طلاق شمار ہوگی۔ تین طلاق ایک ساتھ دینا بدعت اور خلافِ قرآن ہے، ایسی صورت میں ایک ہی طلاق شمار ہوگی۔ [2]

ایک ہی مجلس میں تین طلاق کا مسئلہ اجماعی نہیں جو لوگ اجماع کا دعویٰ کرتے ہیں وہ باطل ہے۔ مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ نے طلاق ثلاثہ کے بارے میں مختلف چار گروہوں کا تذکرہ کیا ہے۔ مولانا نے اس بات کی مذمت کی ہے کہ پہلے بیوی کو میکے بھیجا جائے اور بعد میں کسی وقت بذریعہ خط تین طلاق تحریر لکھ کر ڈاک میں بھیج دی جائے یہ نہایت ہی غلط طریقہ ہے۔ بیک وقت تین طلاق دینے والے کے لیے مولانا نے کفارہ ظہار پر استدلال کرتے ہوئے اپنا اجتہاد پیش کیا ہے کیونکہ دونوں منکرا من القول وزورا ہوتے ہیں، ناپسندیدہ بات کے ضمن میں آتے ہیں۔ ان میں مماثلت بھی ہوتی ہے اس لیے ظہار والا کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

4. عدت (Waiting Period)

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ ۚ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَن يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ إِن كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَٰلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا ۚ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ۔[3]

اور مطلقہ عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں، اور ان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اس چیز کو چھپائیں جو اللہ نے ان کے رحم میں پیدا کیا ہے، اگر وہ اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتی ہیں۔ اور ان کے شوہر عدت کے اندر انہیں لوٹانے کے زیادہ حقدار ہیں اگر وہ صلح چاہتے ہوں۔ اور عورتوں کے لیے بھی ویسے ہی حقوق ہیں جیسے ان پر (مردوں کے) حقوق ہیں دستور کے مطابق، البتہ مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ فضیلت ہے، اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِن نِّسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ ۚ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَن يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا۔[4]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب من لم یستطع الباءۃ فلیصم، حدیث 5066

[2] تیسیر القرآن، ج1، ص355؛ ج6، ص45؛ البقرہ:229

[3] البقرہ :228

[4] الطلاق :4

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

اور تمہاری عورتوں میں سے وہ جو حیض سے مایوس ہو گئی ہوں، اگر تمہیں شک ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے، اور ان کی بھی (عدت تین مہینے ہے) جنہیں ابھی حیض آیا ہی نہیں۔ اور حاملہ عورتوں کی عدت یہ ہے کہ وہ اپنا حمل وضع کر دیں۔ اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے معاملے میں آسانی پیدا فرما دیتا ہے۔

مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ کا اجتہادی نکتہ: عدت کا مقصد نسب کی حفاظت اور ازدواجی بندھن کے بارے میں غور و فکر کا موقع دینا ہے۔ حاملہ کی عدت ولادت تک ہے۔ غیر مدخولہ عورت کی کوئی عدت نہیں۔[1] عدت کے دوران عورت کو اپنے پاس رکھنا چاہیے کہ شاید حالات میں سازگاری پیدا ہو جائے۔

5. وراثت (Inheritance)

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ ۚ فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۖ وَإِن كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۚ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِن كَانَ لَهُ وَلَدٌ ۚ فَإِن لَّمْ يَكُن لَّهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَإِن كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ ۚ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۚ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا۔[2]

اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے۔ اگر صرف لڑکیاں ہوں اور دو سے زیادہ ہوں تو انہیں ترکے کا دو تہائی ملے گا، اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اسے نصف ملے گا۔ اور میت کے والدین میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اگر میت کی اولاد ہو۔ اور اگر اس کی کوئی اولاد نہ ہو اور صرف والدین ہی وارث ہوں تو ماں کو ایک تہائی ملے گا۔ اور اگر میت کے بھائی ہوں تو ماں کو چھٹا حصہ ملے گا۔ یہ سب ترکے کی تقسیم وصیت پوری کرنے اور قرض ادا کرنے کے بعد ہو گی۔ تم نہیں جانتے کہ تمہارے ماں باپ اور تمہاری اولاد میں سے کون تمہارے لیے زیادہ نفع رساں ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے ٹھہرائی ہوئی تقسیم ہے۔ بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ کا اجتہادی نکتہ: وراثت کا نظام اللہ کا مقرر کردہ ہے، اس میں انسانی اجتہاد یا تبدیلی کی گنجائش نہیں۔ اجتہادی پہلو: خواتین کو وراثت میں حصہ دینا محض سماجی اصلاح نہیں بلکہ اللہ کا قطعی حکم ہے۔[3] مولانا نے کلالہ کی میراث، وصیت کے ذریعے نقصان پہنچانے کی صورتیں سنت سے میراث کے حصوں کے بارے میں تفصیل سے لکھا ہے۔

6. عمومی عائلی اصول: وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ۔[4]

اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے جوڑے پیدا کیے تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو، اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت رکھ دی۔ یقیناً اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں۔

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ ۖ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ۔[5]

تمہارے لیے رات کے وقت روزہ رکھنے کی اجازت کے دوران اپنی بیویوں کے ساتھ مباشرت کرنا جائز ہے۔ وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو، اللہ جانتا تھا کہ تم اپنے آپ کو دھوکہ دیتے تھے۔

---

[1] تیسیر القرآن، ج6، ص52

[2] سورۃ النساء: 11-12، کتاب و سنت میں جن ورثاء کے حصے مقرر کر دیے گئے ہیں انہیں ذوی الفروض کہتے ہیں، قرآن مجید کے علاوہ سنت و حدیث سے بھی ورثاء کے حصے مقرر کیے گئے ہیں۔

[3] تیسیر القرآن، ج2، ص110-115

[4] الروم 30:21

[5] البقرۃ :187

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ کے اجتہادی پہلو: مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ کے نزدیک اسلامی خاندانی نظام کی بنیاد محبت، عدل اور ذمہ داری ہے، نہ کہ محض قانونی جبر۔[1]

رضاعت(Breastfeeding)

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ ۖ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۚ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ بِوَلَدِهِ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَٰلِكَ ۗ وَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۗ وَإِنْ أَرَدْتُمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ أَرَادتُمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ[2]

ماں کو چاہیے کہ اپنے بچوں کو دو سال پورے تک دودھ پلائے، جس کے لیے دودھ پلانا مکمل کرنا چاہتی ہو۔ اور بچے کا رزق اور لباس والد پر واجب ہے، نیک نیتی اور مناسب طریقے سے۔ کوئی نفس اپنی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ نہ ماں اپنے بچے کے نقصان میں پڑے، نہ بچہ اپنے والد کے نقصان کا باعث بنے۔ اور وارثوں پر بھی ایسا ہی فرض ہے۔ اور اگر وہ دونوں (ماں اور والد) رضامندی سے دودھ پلانے یا رواداری کے لیے فاصلے کا فیصلہ کریں تو ان پر کوئی گناہ نہیں۔ اللہ جاننے والا اور بردبار ہے۔

"فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ"۔ [3]

مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ کا اجتہادی نکتہ: دودھ پلانے کی مدت زیادہ سے زیادہ دو سال ہے۔ باہمی رضامندی سے کمی بیشی کی جا سکتی ہے۔ مدت قمری تقویم کے حساب سے شمار ہو گی، مولانا نے سورہ لقمان آیت: 14 کے حاشیہ پر تفصیلی ذکر کیا ہے۔ اگر دایہ سے دودھ پلانا چاہو تو اس کا معاوضہ تو دینا ہو گا مگر اس وجہ سے ماں کو جو کچھ مل رہا ہے وہ اسے ادا کرنا چاہیے اس میں کمی نہ کرنی چاہیے۔

مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ کا اجتہادی پہلو: طلاق کے بعد بھی ماں کا حقِ رضاعت باقی رہتا ہے اور والد پر اس کی اجرت لازم ہے۔

3. خُلع "فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ"[4]

مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ کا اجتہادی نکتہ: اگر بیوی کو اندیشہ ہو کہ وہ ازدواجی حدود قائم نہیں رکھ سکتی تو وہ خلع کے ذریعے آزادی حاصل کر سکتی ہے۔ اجتہادی پہلو: خلع عورت کا حق ہے، یہ صرف مرد کی مرضی پر موقوف نہیں۔ عدالت یا حکمین کے ذریعے بھی یہ حق استعمال کیا جا سکتا ہے۔ سنت بطور تفسیرِ قرآن: "لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ" [5] "رسول ﷺ کو بھیجا گیا تاکہ وہ قرآن کی وضاحت کریں۔"

خلاصۂ نتائج

تیسیر القرآن میں فقہ المناکحات کی آیات کی تشریح سادگی، وضاحت اور عملی رہنمائی کے ساتھ کی گئی ہے۔ مباحث کا مرکز "خاندانی استحکام" اور "حقوق و ذمہ داریاں" ہیں۔ تفسیر میں ائمۂ اربعہ، محدثین اور قدیم فقہی ذخیرے کی آرا کو بنیادی حیثیت دی گئی ہے، لیکن ساتھ ہی مقاصدِ شریعت (سکون، عدمِ ضرر، عدل، خانوادگی توازن) کو اجتہاد کی بنیاد بنایا گیا ہے۔ جدید دور میں پیدا ہونے والے مسائل جیسے: نکاح میں ولی کی حیثیت، عورت کے حقوق و اختیارات، خلع اور طلاق کے قانونی پہلو، نان و نفقہ اور گھریلو ذمہ داریاں، عورت پر ظلم و جبر کی شرعی حیثیت، شادی کے بدلتے رجحانات وغیرہ۔ ان تمام موضوعات پر قرآن کی روشنی میں متوازن، عصری اور فقہی رہنمائی پیش کی گئی ہے۔ نہ تو لبرل تعبیرات کی جانب جھکاؤ ہے اور نہ غیر ضروری شدت؛ بلکہ عائلی احکام کو سماجی مصلحت کے ساتھ جوڑ کر پیش کیا گیا ہے۔ آیات کی لغوی وضاحت کے بعد فقہی اثرات اور پھر عملی معاشرتی تطبیق بیان کی گئی ہے، جس سے قاری کو آیت کے مراد، اصل حکم اور اس کے عملی اثرات تینوں معلوم ہو جاتے ہیں۔

---

[1] تیسیر القرآن، ج1، ص340؛ ج5، ص67

[2] البقرۃ: 233

[3] الطلاق: 6

[4] البقرۃ: 229

[5] النحل: 44

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

سفارشات

1. خاص طور پر طلاق، خلع، حضانت، نان ونفقہ اور ازدواجی ذمہ داریوں کے قانونی پہلوؤں میں یہ تفسیر متوازن اور قابلِ عمل اصول فراہم کرتی ہے۔
2. فقہ المناکحات اور اسلامی خاندانی قانون کے کورسز میں تیسیر القرآن کے متعلقہ حصوں کو شامل کیا جائے تاکہ طلبہ کو نصوص اور معاصر مسائل کا ربط معلوم ہو۔
3. زوجین کے تنازعات، طلاق کی زیادتی، گھریلو ناچاقیوں اور معاشرتی بے راہ روی کے حل کے لیے اس تفسیر کی رہنمائی کو فیلڈ میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔
4. اس منہج کی روشنی میں درج ذیل موضوعات پر علیحدہ تحقیقی مقالات تیار کیے جائیں:
5. نکاح کے سماجی مقاصد اور جدید معاشرت، جدید فقہی تعبیرات کے تناظر میں۔
6. عورت کے مالی حقوق کی قرآنی بنیادیں اور عصری معنویت۔
7. خلع و طلاق کے معاصر قانونی چیلنجز اور ان کا حل
8. اولاد کی تربیت اور والدین کی ذمہ داریوں کا قرآنی تصور
9. خاندانی قوانین پر اسلامی نقطۂ نظر سمجھنے کے لیے اس تفسیر کے حصوں کو دیگر زبانوں میں ترجمہ کر کے عالمی سطح پر پیش کیا جائے۔